History of Persian literature in Iran

Semester 6th

دوره بعد از انقلاب اسلامی

ڈاکٹر شاهده عالم

ایرانی ادب

ڈاکٹر ظہورالدّین احمد

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ، اسلام آباد
۱۳۷۵ش

اسلامی ضوابط و احکام کی پروا نہیں تھی ۔ ۱۵ فروری ۱۹۶۳/۱۳۴۲ء کو امام خمینی کی قیادت میں معاشرے کو اسلامی نہج پر لانے اور کفر و اغیار پرستی کے خلاف جہاد کرنے کا عزم بالجزم کیا ۔

شاہ کے خلاف جدوجہد

۱۳۴۱ سے ۱۳۵۵ ش/ ۱۹۷۱-۱۹۷۶ء تک شاہ کی مطلق العنان حکومت کے خلاف جدوجہد جاری رہی ۔ حکومت کی طرف سے گرفتاریاں اور مقدمات چلے اور سزائیں ملیں بہت سی عزیز جانیں تلف ہوئیں ۔ ۱۹۷۷/۱۳۵۶ء میں ڈاکٹر علی شریعتی اور مصطفی خمینی کسی سازش کے تحت قتل کئے گئے ۔

۱۲ دی ۱۳۵۶ کو روزنامہ اطلاعات میں ایرانی استعمار سرخ و سیاہ کے عنوان سے مقالہ چھپا ۔ اس میں امام خمینی(رح) کو توہین آمیز الفاظ میں یاد کیا گیا تھا ۔ قم میں اس کے خلاف مظاہرہ ہوا اور پولیس نے گولی چلائی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ جاں بحق ہوئے ۔ اس کے بعد تبریز ، شیراز ، اصفہان ، مشہد ، تہران ، اہواز اور یزد میں ان شہداء کا چہلم برپا ہوا ۔

۲۵ فروری ۱۳۵۷ کو قزل حصار جیل میں سیاسی قیدیوں نے اذیت و عقوبت کے خلاف بھوک ہڑتال کی ۔ تہران یونیورسٹی اور پولی ٹیکنیک کے طلبہ نے سیاسی قیدیوں کی ہمدردی میں جلوس نکالے اور تعلیم کا بائیکاٹ کیا ۔ اسی دن اصفہان میں مزدوروں نے ہڑتال کی اور عوام بھی اس میں شریک ہوئے ۔ پولیس اور فوج نے گولی چلائی اور بہت سے افراد مارے گئے ۔ اصفہان میں پہلی مرتبہ مارشل لاء نافذ ہوا ۔ ۱۷ شہریور ۱۳۵۷ش/۱۹۷۸ء میں تہران اور دوسرے شہروں میں مظاہرے ہوئے اور فوج نے عوام کو گولیوں کا نشانہ بنایا ۔ تقریباً ۴ ہزار افراد مارے گئے ۔ ہلاک ہونے والوں میں ۶۰۰ عورتیں تھیں ۔ ۲۴ مہر ۱۳۵۷ کو امام خمینی(رح) کے حکم پر عام سوگ منایا گیا ۔ ۱۰ مہر ۱۳۵۷ش کو اول محرم کی مناسبت سے لوگوں نے چھتوں پر چڑھ کر سیاسی نعرے لگائے اور اللہ اکبر کی صداؤں سے شہر گونج اٹھا ۔ محرم کے دوران میں ہی لاکھوں افراد نے جلوس نکالے ۔ پٹرول کمپنی کے مزدوروں اور طلبہ نے ہڑتال کی تو بہت سے فوجی سپاہی عوام کی جدوجہد میں شریک ہوگئے ۔ بعد کے اہم واقعات کی تفصیل اس طرح ہے ۔

۲۶ دی ۱۳۵۷/ ۱۹۷۹/۱/۱۶ء کو شاہ نے ایران چھوڑ دیا ۔

۱۲ بہمن ۱۳۵۷/ ۱۹۷۹/۲/۱ء ۔ امام خمینی(رح) پیرس سے آ کر ایران میں داخل ہوئے ۔

بخش یازدہم :

اسلامی انقلاب کے دور میں فارسی ادب کا جائزہ

پس منظر

۱۹۴۰ سے ۱۹۷۹م تک کا زمانہ ایک آزادی پسند زمانہ شمار ہوتا ہے ۔ اس دور میں جہاں سیاسی آزادی کے امکانات بڑھے ، اسی طرح دوسرے شعبوں میں آزادی افکار کی تجدید ہوئی ۔ اشتراکی اصولوں کی تبلیغ ہوئی ، کسانوں ، مزدوروں اور دوسرے طبقات کی اقتصادی حالت کو سدھارنے اور حکومت کی خرابیاں دور کرنے کے خیالات عام ہوئے ۔ دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی ۔ جمہوریت کی فتح ہوئی ۔ ایران نے بھی اقوام متحدہ کا ساتھ دیا ۔ جنگ کے خاتمہ پر سیاسی اور اقتصادی انقلاب رونما ہوا ۔ ان تغیرات کے ساتھ ساتھ ادب بھی ان تغیرات اور اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا ۔ اس عہد میں اخباروں کی عام اشاعت سے شعراء کی توجہ فرد سے ہٹ کر سماج کی طرف مبذول ہوئی ۔

اس دور میں حکومت شاہنشاہی کے خلاف مسلح جدوجہد شروع ہوئی ۔ «فدائیان خلق» اور «مجاہدین خلق» جیسی تنظیمیں وجود میں آئیں ۔ اس دور مبارزہ میں غیر ملکی ادب کے ترجمے بھی ہوئے زیر زمین اور گروہی ادب بھی نظر آتا ہے ۔ چنانچہ اس زمانے میں دلاوران جنگی ، مسلح جنگ ، قید خانوں میں اذیت ، مجاہدین کو پھانسی دینے کے متعلق موضوعات پر شعر کہے گئے ۔ یاس و ناامید کے بجائے روشن مستقبل کا امیدوار بنایا گیا ۔ شعراء نے دریا موج ، طوفان ، جنگل ، کوہ ، لالہ ، سرخ ستارہ اور اسلحہ کی باتیں کیں ۔ اس دور کے افکار و احساسات کی جھلک مجموعہ کلام ، «شعر جنبشہای نوین » میں ملتی ہے ۔ جو ۱۳۵۲ ش میں شایع ہوا ۔

شاہ رضا اپنے آپ کو آریائی نسل سے شمار کرنے پر فخر کرتا تھا ، چنانچہ اس نے آریا مہر کا لقب اختیار کیا ۔ ۱۹۷۱/۱۳۵۰ء میں اس نے اپنے آپ کو ایران کی قدیم شہنشاہیت سے وابستہ کرکے ۲۵۰۰ سالہ جشن قدیم شہنشاہی منایا اور کروڑوں روپے خرچ کرکے دنیا بھر کے سربراہان سلطنت کو دعوت دی اور سنہ ہجری کو سنۂ شہنشاہی سے تبدیل کیا ۔ وہ کورش ، دارا اور نوشیروان کو زندہ کرنا چاہتا تھا ۔

ایرانی تمدن آشنائے غرب ہوچکا تھا ۔ تجدد پسندی کے روپ میں مغربی تمدن کی تمام خرابیاں معاشرے میں داخل ہوچکی تھیں ۔ رقص و سرود کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں ۔ شراب خانے کھلے تھے ۔ گناہ و عصیاں کی دکانیں کھلی تھی ۔ عریانی کا دور دورہ تھا ۔

۲۲ بہمن ۱۳۵۷ - انقلاب اسلامی کی فتحمندی ۔
۲۸ بہمن ۱۳۵۷ - حزب جمہوری اسلامی کی تشکیل.
۱۵ فروردین ۱۳۵۸ - انجمن مجاہدین انقلاب اسلامی کی تشکیل.
۴ خرداد ۱۳۵۸ - تشکیل جہاد سازندگی ۔
۱۳ آبان ۱۳۵۸ - سفارتخانہ امریکہ پر قبضہ.
۱۱ آذر ۱۳۵۸ - عوام کی اکثریت نے قانون اساسی (آئین)کی تصدیق کر دی ۔
۵ بہمن " - پہلے صدر مملکت کا انتخاب ۔
۲۴- اسفند " - مجلس شوری کے انتخابات ۔
۵ اردیبہشت ۱۹۸۰/۱۳۵۹۔ امریکہ نے سفارتی کارکنوں کی رہائی کے لئے ۱۰۰ کمانڈو کے ہمراہ ۶ جہاز اور ۸ ہیلی کاپٹر کو طبس میں اتارا مگر طوفان کی وجہ سے حملہ ناکام ہوا ۔
۷ خرداد ۱۳۵۹ - مجلس شوری اسلامی کا افتتاح ۔
۳۱ شہریور ۱۳۵۹ - عراق نے سرزمین ایران پر حملہ شروع کر دیا ۔
۲۰ دی " - ۴۴۲۰ دن کے بعد سفارتخانہ کے امریکی کارکن رہا ہوئے ۔
۲۱ خرداد ۱۹۸۱/۱۳۶۰۔ بنی صدر صدارت سے الگ کر دئے گئے ۔
۷ تیر ۱۳۶۰ - حزب جمہوری اسلامی کے دفتر میں بم پھٹنے سے ۷۲ بہترین رہنما اور نمائندگان مجلس شہید ہوئے ۔
۲ مرداد ۱۳۶۰ - مجلس شوری اسلامی کے اور صدر کے لئے دوسری مرتبہ انتخابات ہوئے ۔ محمّد علی رجائی صدر منتخب ہوئے ۔
۸ شہریور ۱۳۶۰ - بم پھٹنے سے صدر مملکت محمّد علی رجائی اور وزیراعظم ڈاکٹر باھنر شہید ہوئے ۔

بنی صدر کی معزولی کے بعد مجاہدین خلق کی جماعت باغیانہ اور دہشت پسندانہ سرگرمیوں میں مصروف رہی اور انقلاب اسلامی کے رہنماؤں کو چن چن کر قتل کرتی رہی ۔ آخر حکومت کی سخت گیری کے پیش نظر مجاہدین خلق سے وابستہ اشخاص گرفتار ہوئے اور اپنی سزا کو پہنچے ۔

عراق ایران جنگ کے درمیان شروع شروع میں عراق کا پلہ بھاری رہا اور انہوں نے بہت سا علاقہ زیر تصرف کر لیا ۔ مگر انقلاب اسلامی سے سرشار نئی منظم ایرانی فوج اور سپاہ پاسداران انقلاب کے صبر و استقامت اور بے نظیر دلیری اور جذبۂ شہادت سے تقریباً تمام مقبوضہ علاقہ واپس لے لیا گیا ۔

...خمینی (رح) کی بے مثال قیادت کے زیر اثر ایرانی قوم متحد رہی ۔ عوام ان کے فرمان پر جان و مال کی قربانیاں دینے پر آمادہ رہے ۔ انتظامی ادارے قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ...وں تنظیم بھی ہوئی ۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تعمیرنو کی بنیاد رکھی گئی جس میں زراعت ، صحت ، تعلیم اور سکونت سے متعلق تنظیمیں قائم ہوئیں ۔ انقلاب اسلامی کی کمیٹیوں نے امن و امان قائم کرنے ، معاشرے کی اصلاح کرنے ، وطن کی حفاظت کرنے ، انصاف دلانے ، انقلاب اسلامی کے نظریہ کو عام کرنے ، مخالفین کو گرفتار کرنے ، غیر قانونی اسلحہ جمع کرنے اور پاسداران سپاہ کے حوالے کرنے کی غرض سے ملک و ملت کے مفاد میں بہت کام انجام دیئے ۔ دادگاہ ھائے انقلاب اسلامی شریعت اسلامی کی رو سے ارزاں اور سریع انصاف مہیا کرنے کے لئے قائم کی گئیں ۔ جنگ میں شہید ، زخمی اور معذور ہونے والوں کے لئے اور ان کے کنبوں کے افراد کے لئے امداد اور پنشن کا انتظام کرنے کے لئے بنیاد شہید قائم کی گئی ۔ مملکت کے ہر شخص کو مکان مہیا کرنے کے لئے "بنیاد مسکن" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ۔

ایران میں انقلاب اسلامی کے بعد بنیادی تبدیلیاں لانے کی کوشش کی گئی ۔ شہنشاہیت کا نام و نشان مٹانے کے لئے اقدامات کئے گئے ۔ بادشاہ کے تمام مجسمے ہٹا دیئے گئے ۔ مغربی تمدن کے خبیثانہ اعمال کو ختم کر دیا گیا ۔ شراب خانے بند ہوئے ۔ ایرانی سفارتخانوں کی شراب نالیوں میں بہا دی گئی ۔ رقص و سرور کی محفلیں ، کابرے ممنوع ہوئے ، سنیما اور تھیٹر کی اصلاح ہوئی ۔ قحبہ خانے بند ہوئے ۔ تمام ملک میں اسلامی پردے کا رواج ہوا ۔ یونیورسٹیاں بند کرکے تمام ضد انقلاب عناصر کو خارج کیا گیا اور اسلامی اصول کے مدّنظر تمام تعلیمی نصاب پر نظرثانی کی گئی اور نئی درسی کتابیں شائع کی گئیں جن درسی کتابوں میں شاہ کا نام آتا تھا ان سب کو منسوخ قرار دیا گیا ۔

نماز جمعہ کی از سر نو تنظیم ہوئی ۔ لاکھوں افراد نماز جمعہ میں شریک ہونے لگے ہیں اور ایک مستند عالم سے خطبہ سنتے ہیں ۔

منشیات کی روک تھام کے لئے سخت سزائیں دی گئیں ۔ شیعہ سُنی اختلاف سے اجتناب ، اسلامی انقلابی قوتوں کے اجتماع اور وحدت اسلامی کے احیاء و فروغ کے لئے تبلیغ کی گئی ۔

رضا شاہ پہلوی کے آخری چند سالوں میں اس کے جور و استبداد کے خلاف اندر اندر چنگاریاں سلگ رہی تھیں ۔ لیکن لوگ کھلے بندوں دل کی بات نہیں کہہ سکتے تھے ۔

شعری کہ چون غرور بلند است و سرکش است
شعـری کـــــــه آتش است

شعر ــــــــــــریســـــــــت در دلم
شعری کــه دوست دارم و نتوانمش سرود

فریدون توللی نے پہلے ہی انقلاب کی بشارت کی تھی ۔

شیــــپور انقلاب پرجوش و پر خروش
از نقله هــــای دور می آیــــدم به گوش
می گیردم قرار
می بخشدم امید
می آردم بهــــوش

دکھی دل کی فریاد جاہد کے مندرجہ ذیل اشعار سے عیاں ہے ۔

بنگر ای آسمان ، مرگ بیچارگان ، نیش خونخوارگان
غم یار و جور بیگانه و خویش ، به که گویم از دل و سینه ریش

حکومت کے جور و استبداد سے جب عوام کا خون بہایا گیا تو مہدی اخوان ثالث جو ان کی لاش کو دیکھ کر چیخ اٹھے ۔

از دشمنان مردم و از جانیان پست روزی رسد که خلق کشد انتقامها
ای پیر زن که تازه جوان تو کشته شد دیدی بلند نامش در بین نامها
بر گوربی نشان تو غمگین نمی رویم این احترام نیست چون آن احترامها
ای کشته ای شهید پُر از نغمه ها کنیم بستانسرای گور ترا صبح و شامها

———

عوام کو امام خمینی(رح) کی رہنمائی حاصل ہو جانے پر شعراء نے عوام کے جذبات کی ترجمانی کی ۔ انہیں اپنی فداکاری کا یقین دلایا اور ملک کو پنجۂ استبداد سے نجات دلانے کی تمنا کی ۔ محمّد حسن حجتی نے لکھا ۔

رهنمای بعد اعصــار و قرآن آمده در مــاندگان را رهنمون
می زند فریاد کای مستضعفین یورش بر پیــکر متکبرین
باز گیرید حق خود را بیدرنگ از ددان پوزه خونین فرنگ
این خیانت پیشگان را وارهید حلقه بر پیرا من قرآن زنید

الف قیام نے کہا :

ای پیر خمین تا ترا یار شدیم پیمان ترا به جان خریدار شدیم
تا مهر ولایت تو بر ما تابید از زمزمهٔ عشق تو بیدار شدیم

———

خون است دلم ، سینه صد چاك را صد باغ شگفته خارد خاشاك ترا
وقت است که سر فــدا کنم در پایت وزدست ددان رهــا کنم خاك ترا

جمہوریہ اسلامی ایران وجود میں آ جانے سے ملی ترانے لکھے گئے اور انقلاب کی برکتوں کا ذکر ہوا اور قربانیوں کے بعد آزادی پا کر قلبی مسرت کا اظہار ہوا ۔ ایران عراق جنگ شروع ہوئی تو بے شمار جنگی ترانے لکھے گئے ۔ انقلاب اسلامی اور اس کی کامیابیوں سے متعلق بھی اظہار خیال کیا گیا ۔ مثلاً یہ دو نمونے درج ذیل ہیں :

ما مسلح به الله اکبریم بر صف دشمنان حمله می بریم
لا اله ، لا اله ، لا اله الاالله وحده ، وحده ، وحده وحده
انجز وعده و نصر عبده انجز وعده و نصر عبده
الله اکبــــر خمینــــــی رهبــــــر

روشنی و گزینش
انقلاب پرتوان اسلامی سازش امام و امت رزمنده توفنده را بگزین
و مرگ عزت آور را صلا در ده که همچو شاهدان جلوه گاه حق
شهیدان عزیز و سر بلند دوش
در محراب عشق راستین ، روسوی او ، داری (دکتر حسن حبیبی) ۔

ایران میں انقلاب کے بعد اکثر عوام کے ذہنوں پر مذہب کا غلبہ رہا ۔ نوجوان شعراء و شاعرات نے ظہور امام مہدی کے جلد ظہور ، صحیح حکومت اسلامی اور برکتوں کے نزول کے متعلق دعائیہ نظمیں لکھیں ۔ ان میں سے طاہرہ صفارزادہ کی «انتظار »، سپیدہ کاشانی کی «نور مبارک » اور حمید سبزواری کی ، «اے عدالت موعود » ، قابل ذکر ہیں ۔
بعد میں ترانہ های ملّی اور قومی نظمیں لکھنے میں حمید سبزواری کا نام سرآوردہ رہا ۔ بہمن ۱۳۶۳ کے ایك انٹرویو میں کیہان فرہنگی کو بتایا کہ اس نے تین سو کے قریب قومی ترانے اور نظمیں لکھی ہونگی ۔

حضرت امام خمینی (رح) کی تصانیف کی عرفانی اور حماسی خصوصیات

امام کی عرفانی حماسہ سرایی اور دوسرے شعرا کی حماسہ سرایی میں نمایاں فرق ہے ۔ حماسہ سراؤں نے قابل احترام اشخاص ، وطن ، زبان ، تاریخی اساطیر تو روشن کرکے اپنے معاشرے میں حماسی روح زندہ کرنے کی کوشش کی ہے ، مثلاً فردوسی نے رستم جیسی اساطیری شخصیت کو رؤیائی وجود دیا ہے اور شجاعانہ روح کا پیکر بنایا ہے ، امام کے نزدیك قابل احترام اشخاص حقیقی ہیں ، رومانی اور خیالی نہیں ۔ وہ انسان کامل

ہیں ۔ مکتب و دین کے تربیت یافتہ نمونے ہیں ۔ امام کے نزدیک برگزیدہ اشخاص رسول خدا(ص) ، حضرت زہرا(س) ، علی و حسن و حسین(ع) ہیں ۔ ان نمونوں کو پیش کرکے وہ حماسی روح کو مستحکم کرتے ہیں ۔

امام کی حماسۂ عرفانی کی خصوصیات میں شریعت ، طریقت اور حقیقت کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ہے کبھی کبھی حامیان شریعت سالکان طریقت اور طالبان حقیقت کے ساتھ مخالفت رکھتے تھے ۔ امام تینوں کو اکٹھا پیش کرتے ہیں اور اس باب کے معتقد ہیں کہ ان تینوں کے بغیر سالک کو وصال دوست میسر نہیں ہو سکتا ۔ اس منزل کو حاصل کرنے کے لیے خود سازی اور انقطاع غیر ضروری ہے ۔ اس کے لیے ریاضات کے علاوہ حق تعالی کی ہدایت بھی ضروری ہے ۔ جب تک اندرونی اور بیرونی دنیا کی دلچسپیوں کا حجاب دور نہ ہو وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا ۔ وہ فرماتے ہیں :

تا اسیر رنگ و بوئی ، بوی دلبر نشنوی　　هر که این اغلال در جانش بود آماده نیست

سیر و سلوک کے مراحل میں خدا کو حاضر و ناظر سمجھنا چاہیے ۔ اور ماسوا سے آنکھیں بند کرلینا چاہیے ۔ امام اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ طریقت کی راہ میں پیر و مرشد مدد کرے ۔ ان کے نزدیک رہبر و مرشد پیغمبر اور ائمۂ اطہار (ع) کی ارواح ہیں ۔ حضرت امام نے ان شخصیتوں کے توسط سے معاشرے میں حماسۂ عرفانی اور عرفان حماسی کی تربیت کی جس کے نتیجہ میں فرزندان ایران میں شہامت و دلاوری پیدا ہوئی اور انہوں نے جان و مال قربان کرنے کے لیے ان کی آواز پر لبیک کہا اور صد سالہ راہ ایک رات میں طہ کرلی ۔ انہوں نے خدا کے ساتھ اپنی جان کا سودا کر لیا ۔

حضرت امام خالص عرفان کا دفاع کرتے تھے ۔ مثبت نظریوں کو رواج دیتے تھے ۔ تاریخ کے طویل عرصے میں صوفیانہ تکلفات اور بے ضابطگیاں داخل ہو گئیں ۔ امام نے ہر قسم کی بے ضابطگیوں کو دور کیا اور عرفان ناب کی طرف توجہ کی ۔

امام اپنے عرفان حماسی میں سیاست اور حماسہ کو یکجا پیش کرتے ہیں ۔ روحانیت کے ساتھ حماسہ تخلیق کرتے ہیں ۔ اپنے بیٹوں ، شاگردوں اور مریدوں کی تربیت اور رہنمائی کے دوران میں نماز تہجد کی تاکید کرتے تھے اور ساتھ ہی باطل کے خلاف حق کے محاذوں پر جدوجہد کی تلقین کرتے تھے ۔

امام حلقۂ عرفان میں ، گھر والوں کی محفل میں ، درس و تدریس کی مجلس میں ، اسی طرح وسیع اجتماع میں بالواسطہ اور بلاواسطہ طالبان حق کی رہنمائی فرماتے تھے ۔

حضرت امام کے کلام میں جرأت ، بیباکی ، افشائے راز میں بھی بے باکی ہے لیکن عرفانی نگارشات میں حقایق عرفانی کو اسرار و رموز کی صورت میں پیش کرتے ہیں ۔

امام نہ صرف مسائل عرفانی کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ انہیں واضح و صریح بیان کرتے ہیں تا کہ صوفیہ کے ساتھ عوام بھی مطالب کو سمجھ سکیں ۔

حضرت امام نے معاشرے کے ارتقاء کے لیے ولایت فقیہ کا نظریہ پیش کیا ۔ ان کی نظر میں فقیہ فقط احکام شرعی نہیں جانتا بلکہ احکام شرعی کے توسط سے اجتماعی امور پر بھی تسلط ہوتا ہے ۔

شعر و ادب کی حرمت و تقدس کا سوال زیر بحث تھا ۔ امام کی غزلیات نے اس مسئلہ کو حل کردیا اور ثابت کر دیا کہ ہر قسم کی تنقید سے بالا شخص خال ، بال ، شراب و ساغر کی بات کر سکتا ہے ۔ اور می و ساغر کو شریعت کے ساتھ متناسب اور صحیح مطابقت دی جا سکتی ہے ۔

سبک شناسی کے اعتبار سے ان کی نظم و نثر کا سبک صراحت ، صداقت و اخلاص سے بالاتر ہے وہ اپنے کلام میں خالص عرفانی ، اخلاقی ، اجتماعی اور سیاسی مسائل کو زیر بحث لاتے ہیں ، ان کی نگارشات میں خلوص موجود ہے ۔

شاعری

ڈاکٹر ابوالقاسم رادفر نے شعر انقلاب کی جامع صفات بیان کی ہیں ۔

شعر انقلاب ایک حرکت استفسار اور فریاد ہے ۔ شعر زندگی ہے ، انسانی ہے ، اس میں دردوں اور محرومیوں کا بیان ہے ۔ شعر گریہ ہے ۔ شعر نجات ہے ۔ واقعیت کا حامل ہے مؤثر اور بیدار کرنے والا ہے ۔ اس میں شہدائے کربلا کا ولولہ انگیز جوش بیان ہے ۔ اس میں حمد ، معراج ، غدیر اور عارفانہ مناجات شامل ہیں ۔ عاشورا نے رزمیہ روح پیدا کی ، ایران میں انقلاب کو متأثر کیا ہے ۔

شعر انقلاب پاک و مقدس ہے ۔ اس میں صداقت و اخلاص موجزن ہے ۔ نبرد آزما جانبازوں کے واقعات کا بیان انسانوں کو قوت و حیات بخشتا ہے ۔ مختصر یہ کہ شعر و ادب انقلاب نے انسان سازی کے لیے خدمات انجام دی ہیں ۔

انقلابی ادب میں مندرجہ ذیل مطالب مجموعی طور پر واضح نظر آتے ہیں ۔

۱- ظلم و ظالم کے خلاف ستیزہ کاری ۔
۲- وطن ، ملت ، اسلامی معتقدات کے ساتھ تعہد و ذمہ داری ۔
۳- سیاسی و اجتماعی مفاسد پر اظہار رائے اور عوام میں احساس و شعور کی بیداری ۔

مہدی رستگار نے دس سالہ جنگ کے دوران میں نئے ادب کا تجزیہ کرتے ہوئے

مندرجہ ذیل رائے قائم کی ہے :

۱- غزل جو تقریباً متروک ہو چکی تھی پھر اصلی حالت میں زندہ ہوگئی ۔

۲- اجتماعی تحولات کی بنا پر یاس و پژمردگی اور غیر معقول اهداف و مقاصد کا اظہار اس دور کی شاعری میں نہیں ملتا۔

۳- شخصی تمناؤں اور شکوہ و شکایت کی بجائے شعرا میں اجتماعی سوچ پیدا ہوئی ہے ۔شاعر نزدیک کو بھی دیکھتا ہے اور دور پر بھی نظر رکھتا ہے ۔

۴- شعراء نے اپنے آپ کو کسی خاص ہیأت اور بحور و اوزان تک محدود نہیں کیا ۔ لیکن انہوں نے ہزار سالہ ادبی اصالت کو ترک نہیں کیا ۔

۵- تشابیہ اور استعارات فکر بکر پر دلالت کرتے ہیں ، اور تقلیدی اور فرسودہ تعبیرات کو نہیں لاتے ۔

۶- اصل ایمان و عرفان نے پھر جگہ پائی ہے ۔مغرب زدہ افکار کو ترک کیا ہے ۔ سہراب سپہری نے « من مسلمانم » لکھ کر ابعاد اسلامی کو آشکار کیا ہے ۔

۷- تخیلی دنیا سے نکل کر حقیقت کو اپنایا ہے۔ محسوس واقعیت سے ناطہ جوڑا ہے ۔ جنگ ، شہادت ، مشیت ، معاشرتی امور کا اظہار کیا ہے ۔متکبر ستمگر اقوام عالم کے خلاف مبارزت کا اعلان کیا ہے ۔

۸- قدیم ایرانی روایات و قصص کو چھوڑ کر ایرانی و مذہبی تلمیحات کو استعمال کیا ہے ۔[۱]

انقلاب ادب کے شعراء کو مندرجہ ذیل طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔

۱- وہ شعراء ہیں جو کلاسیکی روایات کے پابند ہیں اور قدیم وزن و ہیأت میں لکھتے ہیں ۔

۲- نیما کے پیرو شاعر جو ہیأت و وزن میں تغییرات کرتے ہیں ۔

۳- وہ شعراء جو کلاسیکی ہیأت کے پابند ہیں ، لیکن زبان و بیان اور فکر و اندیشہ میں جدید تصویر کشی کرتے ہیں اور نیمائی اوزان اور شعر آزاد کی طرف بھی میلان رکھتے ہیں ۔

۴- وہ شعراء جو وزن و قافیہ کی پروا کیے بغیر لکھتے ہیں ۔

۵- وہ شعراء جو کبھی نیم موزوں اور کبھی کاملاً بے وزن ہیں اور تصویر سازی میں افراط پسند ہیں ۔

۱- مجموعہ مقالات سمینار ۔ بررسی ادبیات انقلاب اسلامی ۔ تہران ، ۱۳۷۳ ۔

۶- وہ شعراء جو مغربی فکر و نظر اور قالب و ہیأت کے پیرو ہیں۔ گویا اس کے ترجمان ہیں ۔ ان کی اپنی شعری ادبی اساس محکم نہیں ۔

اسلامی انقلابی ادب کا ایک حصّہ ان مضامین سے متعلق ہے ۔جو ایران و عراق جنگ کے مخصوص حالات میں پیدا ہوئے ۔شعراء نے غیرت ملّی کو بیدار کرنے ، وطن عزیز کے دفاع میں جان دینے ، مجاہدین کو جنگ میں صبر و استقامت سے کام لینے اور نبرد آزماؤں اور نوجوانوں میں دشمن کو نیست و نابود کرنے اور ان میں جوش و ولولہ پیدا کرنے کے لیے نظمیں لکھیں اورجو تمام ملت پر اثر انداز ہوئیں اور حماسی جذبہ بیدارکرنے کے کام آئیں ۔مثلاً :[۱]

نصر اللہ مردانی

سمند صاعقه زین کن سواره باید رفت   به عرش شعلهٔ سحر با ستاره باید رفت

حمید سبز واری

جانان من برخیز و آهنگ سفر کن   گر تیغ ببارد ، گو ببارد ، جان سپر کن

حسین فهمیده

چو خصم تاخته برخاك ما به پا خیزید   برای یاری دین خدا به پا خیزید
ز دل نهیب کشم و بر تن کفن پوشیم   کفن در عرصه یك جنگ تن به تن پوشیم

شعراء نے واقعۂ کربلا ، شہادت حسین ، عاشورا ، جان بازی اور ایثار جیسے متعلقہ مضامین سے بھی استفادہ کیا ہے ۔مثلاً :

محمّد رضا سهرابی نژاد

پیکار علیه ظالمان پیشهٔ ماست   اندر رهِ دوست مرون اندیشه ماست
هرگز ندهیم تنِ به ذلت هرگز   در خون زلال کربلا ریشهٔ ماست
میراث شهیدان را هرگز ندهیم از کف   کاین شیوه به نام ما ثبت است به دیوانها

حسنی حسینی

مى‌دوم ما در که اینك کربلا می خواندم   از دیار دور یار آشنا می خواندم
بانگ « هتل بن ناصر » از کوی جماران می رسد   در طریق عاشقی روح خدا می خواندم

نعش شہید پر سوگ و تعزیت :

باز از جبهه حق نعش شهید آوردند   ورقی پاره ز قرآن مجید آوردند
چاوشان حرم در علقه خوزستان   جسم بی دست ابوالفضل رشید آوردند

۱- دکتر غلام رضا رحمدل « حماسه در شعر انقلاب » ۔

اس دور کا شاعر ذہین ہے ۔ اس کی قوت متخیلہ محکم ہے ۔ وہ نئی سے نئی تشابیہ اور استعارات اور نئی تراکیب لاتا ہے ۔ جو اسے کلاسیکی شاعری سے ممتاز کرتی ہے ۔ اور شعر نو کا طرۂ امتیاز بنتی ہے ۔ یہ چند اشعار ملاحظہ کیجئے : (۱)

در طلوع خندۂ گل عطر ناب هستیم   گرچه در خواب تجیب غنچۂ پنهانیم ما
سیلی موجیم بر هر ساحل مرد خموش   بر تن بحر ستم شلاق طوفانیم ما
چراغ صبر ما فانوس راه باد نیست   آسمان عشق را خورشید تابانیم ما

نام نورانی تو در افق یاد شکفت   روح خورشید در آیینۂ میعاد شکفت
بادۂ سبز دعا در خم جوشندۂ دل   تا در اندیشۂ ما شور تو افتاد شکفت
سینۂ سرد زمین صاعقۂ عشق شکافت   بر لب خشک زمان چشمۂ فریاد شکفت

دمید بهمن و شب لحظه لحظه پر پر شد   فضای صبح ز عطر ظفر معطر شد

خواتین شعراء

اس انقلاب اسلامی دور میں خواتین میں بھی انقلابی روح بیدار ہوئی ۔ انھوں نے تاریخ اسلام سے اپنی شخصیت کو پہچانا اور « شمع محفل » والی شخصیت کو رد کیا ۔

۱- سیمین دخت وحیدی نے عورت کی شناخت کا نقشہ پیش کیا ہے -

تویی ای زن زبان عاشورا   زینب کاروان عاشورا
جلوۂ سایۂ خدایی تو   پرتو بزم شیوایی تو
دلی از درد ملتهب داری   مادری ، مادر وهب ، آری
یار درد آشنای فاطمه ای   تو پیام رسای فاطمه ای

اسیر و بستۂ تقدیر اجیر این و آن هرگز
من این وابستگی را ریشه از بنیاد خواهم زد

۲- فاطمه راکعی - از مجموعۂ شعر « سفر سوختن »

دانند گوهر شناسان غواص دریای عشقم
هم سعی نستوه هاجر آن پای پویان عشقم

۱- شعر جنگ از انتشارات وزارت ارشاد ، مردانی ، نصر الله ، قیام خون ، خون نامۂ خاک ، حمید سبزواری ، سرودۂ سپیده ۔

دست کریم خدیجه   در کار احیای عشقم
من خشم زیبای زهرا   یعنی که غوغای عشقم
تفسیر آیات دردم   تفسیر معنای عشقم

... صدیقه وسمقی - از مجموعۂ شعر « نماز باران »

آن قدر که نور سر کشیدیم   خورشید شدیم ما شبانه
ما چشمۂ آتشیم و خورشید   از سینۂ ما کشد زبانه
شب را همه ما سبو سبو نور   شستیم ز روی این کرانه

... مهین زورقی (شاعره دزفولی) - حق پرستوں اور ملک و ملّت کیلئے جان دینے والوں ... تعریف میں کہتی ہیں :

ز هشیاران و از مستان خدایید   طلوع فجر اخلاص و صفایید
غروب فصل بی باران ظلمت   طلوع ماجرای کربلایید
نمی گنجید در حجم تصور   که شوق پا و ادراک مایید

نثر

انقلاب اسلامی کے بعد نئے مدارس اور یونیورسٹیاں قائم ہوئیں ۔ فارسی ادب کی ... طرف بھی توجہ مبذول ہوئی ۔ نثر و نظم پر عمومی رنگ آگیا ۔ اخباری نثر کا زیادہ رواج ... ہوا ، ادبی تحقیقات ، تنقید اور تجزیہ و تحلیل کتب و رسائل میں تجدد کے آثار نمودار ... ہوئے ۔

اس دور میں سادہ اور بے تکلف نثر لکھنے کا زیادہ رواج ہوا ۔ مذہبی ، سیاسی ، اور ... ثقافتی موضوعات پر سادہ و صریح زبان میں مضامین لکھے گئے ۔ حضرت امام خمینی کی ... تحریریں ، مکالمے اور تحریریں عموماً دوسروں کے لیے اس نثر کا نمونہ شمار ہوتی ہیں ۔ ... نثر کے ساتھ ساتھ نئے مفاہیم و مطالب کے اظہار کے لئے نئی تراکیب وجود میں ... آئیں ۔ مثلاً ولایت فقیہ ، انقلاب فرہنگی ، حجاب اسلامی ، خود کفایی ، ابر قدرت ، ... بسیج آزادگان وغیرہ ۔

اس دور میں جنگ اور انقلاب میں شریک ہونے والوں نے آپ بیتیاں اور یادداشتیں ... لکھنے کی طرف توجہ کی ۔ ریڈیو ، ٹیلی ویژن کی رپورٹوں اور رویدادوں میں سادہ اور ... بے تصنع زبان استعمال ہونے لگی ۔ مجاہدین اور شہداء کے وصیت نامے عبرت آموزی اور ... نصیحت آموزی کے اعتبار سے ادب عالی میں شمار ہونے کے لایق ہیں ۔

اسلامی احکام ، ترجمہ و تفسیر قرآن مجید ، اخلاق ، بزرگان دین کے احوال لکھنے ... میں بھی قابل توجہ تبدیلی آئی ہے ۔ مدارس کی درسی کتابوں میں علمی و ذہنی

مضامین فصیح اور رواں نثر میں لکھے گئے ہیں ۔

فلمی کہانیوں ، ڈراموں ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں مقامی بولیوں کے الفاظ اور قصے کہانیوں میں ضرب الامثال کے استعمال سے قومی اور ملی ورثہ کا تعارف ہوا ہے ۔

دینی اور اسلامی کتابوں کے تراجم میں بھی سادہ اور فصیح نثر لکھنے کا التزام کیا گیا ہے ۔

افسانہ نویسی

افسانوں کی چار قسمیں تجویز کی جا سکتی ہیں ۔ مثلاً :

۱- رزمیہ جس میں جنگ و نبرد کے مضامین آتے ہیں ۔

۲- بزمیہ جس میں عام محبت آمیز مضامین ہوتے ہیں جیسے خانم تجار کے افسانے ۔

۳- حزنیہ ، مثلاً احمدی کے افسانے ۔

۴- طنزیہ - جیسے سید مہدی شجاعی اور احمد عربلو کی کہانیاں ۔

افسانوں کی ایک اور تقسیم بندی بھی ہو سکتی ہے ۔

۱- بچوں کے لیے کہانیاں ۔

۲- نوجوانوں کے لیے کہانیاں ۔

۳- جوانوں اور بڑوں کے لیے کہانیاں ۔

پہلی اور دوسری قسم کی کہانیاں لکھنے والوں میں حمید گروگان، محمّد میر کیانی، مصطفی رحماندوست ، ناصر پرانی ، سیّد مہدی شجاعی ، فریدون عموزادہ ، رضا شیرازی ، محسن سلیمانی ، رضا رہگذر ، مجید راستی کے نام لیے جا سکتے ہیں ۔

تیسری قسم میں اکبر خلیلی ، جواد مجابی ، قاسم علی فراست ، بہرام بیضائی ، محسن مخملباف ، محمود اسعدی کے نام آسکتے ہیں ۔

عراق ، ایران جنگ کے دوران میں افسانوں کے موضوعات کو اس طرح متعارف کیا جاسکتا ہے :

۱- جنگی واقعات سے متعلق کہانیاں ۔

۲- ہمسایہ ممالک سے جنگیں - انقلاب اسلامی سے پہلے اندرونی خلفشار ۔

۳- اجتماعی ، سیاسی اور تاریخی مسائل سے متعلق کہانیاں ، انقلاب اسلامی سے پہلے ۔

۴- جنگ سے متعلق سیاسی ، تاریخی اور اجتماعی احوال و نظریات سے متعلق افسانے ۔

۵- اخلاقی ، دینی اور انسانی موضوعات پر افسانے ۔

۶- بیرون ملک مقیم ایرانیوں سے متعلق افسانے ۔

بعض ایسے بھی افسانہ نگار ہیں جن کے افسانوں کے مجموعوں میں مختلف موضوعات پر کہانیاں موجود ہیں ۔ رزمیہ داستانیں لکھنے والوں میں ایسے افراد شامل ہیں جو جنگ کے محاذوں میں شریک ہوئے ۔ اس لیے ان کے افسانوں میں سچے جذبات کے ساتھ ساتھ واقعیت بھی ہے اور تاثیر بھی ۔ ایسے اشخاص میں قاسم علی فراست ، محمود بعدی ، ابراہیم حسن بیگی ، غلام رضا عیدان ، صادق گرمیار ، مصطفی جمشیدی ۔

جنگ سے متعلق افسانوں کے مجموعے :

باران کی می بارید = حسن احمدی ۔

شب ملخ = دکتر جواد مجابی ۔

نرگسہا = راضیہ تجار ۔

قصہ خانہ ٔ ما = محمّد میر کیانی ۔

فریاد در خاکستر = صادق گرمیار ۔

خدا حافظ برادر = رضا رہگذر ۔

مرغہای دریایی این سوی آنہا می میرند = مصطفی جمشیدی ۔

کوہ و گودال = ابراہیم حسن بیگی ۔

مندرجہ ذیل تمام کے تمام افسانے جنگ سے متعلق ہیں :

خط ہا و سایہ ہا = عبدالمجید حسینی زاد ۔

کی می رسد باران = غلام حسن کاویانی ۔

یادگارہا = حسن احمدی ۔

ناول یا ناولٹ

معنوی لحاظ سے ناول نگاروں کی کوشش قابل تحسین ہیں ۔ لیکن فنی لحاظ سے ان پر گفتگو ہو سکتی ہے ۔ جنگ کے متعلق مندرجہ ذیل ناول لکھے گئے :

نخلہای بی سر = قاسم علی فراست ۔

ترکہ ہای درخت آلبالو = اکبر خلیلی ۔

فردا پسرم بر می گردد = رحیم مخدومی ۔

طلوعی در مغرب = رنجبر گل محمدی ۔

راہ بی کنارہ = ناصر ایرانی ۔

اسماعیل اسماعیل = محمود گلابدرہ ای ۔

خواتین افسانہ نگار

۱- افسانہ نویسی میں خواتین نے بھی حصّہ لیا ۔ ایک گروہ ان خواتین کا ہے جو انقلاب اسلامی سے پہلے بھی لکھتی تھیں لیکن ان کے موضوعات انقلاب اسلامی اور ایران عراق جنگ سے مختلف تھے ۔ ان میں ڈاکٹر سیمین دانشور ، شہر نوش پارسی پور، روانی پور، فرشتہ مولوی ، فرشتہ ساری ۔

۲- دوسرا گروہ ان خواتین کا ہے جو انقلاب اسلامی کے کامیاب ہونے پر افسانہ نویسی کی طرف مائل ہوئیں ۔ ان میں راضیہ تجار ، مریم جمشیدی ، سمیرا اصلان پور ، فاطمہ خرامانی ، زہرا زواریان کے نام لیے جا سکتے ہیں ۔ ان میں راضیہ اور سمیرا زیادہ کامیاب ہیں ۔

اخبار نویسی

۱۹۷۸ء میں رضا شاہ کے خلاف جدوجہد کے موقع پر اخبارات کی تعداد میں اضافہ ہوا ۔ ۱۹۷۹ء میں چار سو تک اخبار شایع ہوئے ۔ ایران و عراق جنگ کے دوران میں اخبارات کی تعداد کم ہوگئی ۔ ۱۹۸۹ء میں جنگ کے اختتام پر اخبارات کی تعداد میں اضافہ ہوا اور تعداد ۵۶۰ تک پہنچ گئی ۔ تعداد اخبار کے ساتھ تعداد اشاعت بھی بڑھ گئی ۔ ۱۹۹۲ء میں ایک جائزے کے مطابق ۱۳ اخبارات کی تعداد اشاعت ۱،۵۰۰،۰۰۰ سے لے کر ۱،۸۶۰،۰۰۰ تک ہوگئی تھی ۔ تقریباً ۸۰ فی صد اخبار فارسی میں چھپتے ہیں ۔ دوسری زبانوں میں چھپنے والوں کی تعداد حسب ذیل ہے :

انگریزی = ۹
عربی = ۷
آذربائیجان ، ترکی ، ارمنی، کردی، اردو ، بریلی = ۱ یا ۲

دو زبانی

انگریزی، فارسی = ۵۹
فارسی ، ترکی = ۱۰
فارسی، عربی = ۴
فارسی کردی ، فارسی فرانسیسی ، انگریزی فرانسیسی ، انگریزی عربی = ایک ایک ۔

سہ زبانی

فارسی، انگریزی، فرانسیسی = ۲
ترکی، روسی، ا کریل = ۱

۱۹۸۶ء میں اخبارات سے متعلق ایک قانون نافذ ہوا ۔ اس قانون کی شق ۴ کے مطابق لم کی خبریں شایع کرنے کی اجازت ہے ۔ شق ۳۴ کے مطابق قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالت تحقیق کرے گی ۔ اخبارات پر سنسر نہیں ۔ قانونی محیط کے اندر کر اخبارات کو کام کرنے کی اجازت ہے ۔

آج کل ایران میں تقریباً ۳۰ روزنامے ، ۱۳۴ ہفتہ وار اور ۳۵۴ ماہنامے شایع ہوتے ہیں۔[1]

قلاب اسلامی کے دوّر میں ادب کی تفصیل کے لئے دیکھیئے : مقالات دربارۂ ادبیات قلاب اسلامی ، مترجم دکتر ظہور الدّین احمد ، زیر اہتمام خانہ فرہنگ جمہوری سلامی ایران ، لاہور ۱۳۷۴ ش /۱۹۹۵م۔

Dr. Shahida Alam
Assistant Director (W)
Directorate of Public
Instruction Punjab,
Lahore

۱- مجلہ ایرانشناسی، لاہور، شمارہ ۵ ، ص ۹۰ ۔